آداب وحقوق مصطفیٰ ﷺ کا قرآنی تصور اور عصری معنویت

The Qur'anic Concept of the Etiquette and Rights of the Prophet ﷺ and Its Contemporary Relevance

Aainy Syed
M.Phil Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah,
Muslim Youth University, Islamabad
Email: aainysyed9020@gmail.com
Dr Hafiz Mohsin Zia Qazi
Associate Professor, Director, Institute of Islamic Studies,
Muslim Youth University, Islamabad
Email: hod.islamicstudies.myu.edu.pk

Abstract

In Islamic teachings, the rights of the creator and the creatures have been defined and a lot of emphasis has been placed on their reward. Like the rights of Allah, and the rights of the servants, then the most reliable rights of the Prophet ﷺ among the rights of the servants, the first right of the Prophet ﷺ on the ummah is that the religion he brought is to be followed in the same way and something new should be added to it. Without being passed on to the next generations and obeying and following the orders of the Prophet ﷺ. Courtesy and respect require that when a statement of the Prophet ﷺ is presented as an argument, he should be silent immediately and not give precedence to his own opinion. All good deeds will be wasted -The personality of the Prophet ﷺ is the central point in the Islamic society, therefore, the position and status of the Prophet ﷺ requires that he ﷺ be loved and worshiped from the depths of the heart and respected. Fulfilling the order is called obedience and every action attributed to the Prophet ﷺ is to be followed as a routine and part of one's life. Today our society is practically far away from religion and one of the main reasons for this is to follow the western system and western values. The West presents its civilization as pleasant and easy for us and declares our Islamic values as outdated and narrow-minded. Because of this, the young generation considers the Sunnah of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) unimportant and abandons it. In the Sunnah, the Prophet ﷺ has presented practical examples of the orders of the Qur'an, especially the payment of rights. Therefore, at this time, there is an urgent need to train the youth through

the teachings of the Prophet's life, so that they understand the importance of paying the rights prescribed by Allah and the Messenger of Allah and come to action and the establishment of an Islamic society can be possible-
Keywords: Rights in Islam, Prophet's ﷺ Teachings, Obedience to Prophet ﷺ,Sunnah and Youth, Islamic Society, Western Influence on Muslims, Respect for the Prophet ﷺ,Islamic Values, Qur'anic Commands in Sunnah, Islamic Training for Youth

موضوع کا تعارف

آداب ادب کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: اطوار، سلیقہ،اور احترام۔[1] اصطلاح میں ادب سے مراد کسی کی عظمت و بزرگی کا پاس لحاظ رکھنا، احترام اور تعظیم کرنا اور حقوق کے لغوی معنی ہے: فرد یا جماعت کا واجب حصہ،[2] اصطلاح میں کسی چیز کا اس طرح موجود ہونا یا ثابت ہونا کہ اس کے وجود کا انکار نہ کیا جاسکے۔اسلامی تعلیمات میں خالق اور مخلوق کے حقوق متعین کر کے ان کی آدائیگی پر بہت ذور دیا گیا ہے۔ جیسے حقوق اللہ، اور حقوق العباد، پھر حقوق العباد میں سب سے معتبر حقوقِ نبی ﷺ ہے، نبی کریم ﷺ کا امت پر پہلا حق یہ ہے کہ جو دین آپ لے کر آئے ہیں اس پر ویسے ہی عمل کیا جائے اور اس میں کوئی نئ چیز ملائے بغیر اگلی نسلوں تک پہنچایا جائے اور نبی کریم ﷺ کے فرامین کی اطاعت اور پیروی کی جائے۔ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ جب دلیل کے طور پر نبی ﷺ کا کوئی ارشاد پیش کیا جائے تو فوراخاموش ہوا جائے نہ کہ اپنی رائے کو فوقیت دی جائے اور اگر کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو قرآن کی رو سے اس کے تمام نیک اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی شخصیت اسلامی معاشرے میں مرکزی نقطہ کی ہے لہٰذا آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ سے دلی کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت اور عقیدت رکھی جائے اور اپ کی تعظیم بجالائی جائے۔ حکم کو پورا کرنا اطاعت کہلاتا ہے اور ہر وہ عمل جو نبی ﷺ سے منسوب ہو اس کو اپنی زندگی کا معمول اور حصہ بنانا اتباع ہے۔اس مضمون میں مذکورہ عنوان کے پیش نظر عصر حاضر میں حقوق مصطفیٰ کے تقاضے اور ان کی بجاآوری کی اہمیت اور عدم آدائیگی کے نقصانات پر چند مباحث شامل ہیں۔

کلیدی الفاظ: ،اطاعت،اتباع،اسلامی معاشرہ،ادب، تعظیم، حقوق

موضوع کی ضرورت واہمیت:

آج ہمارا معاشرہ عملی طور پر دین سے دور ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ مغربی نظام اور مغربی اقدار پر عمل پیرا ہونا ہے ۔ مغرب اپنی تہذیب کو ہمارے لیے خوشنما اور آسان بنا کے پیش کرتا ہے اور ہماری اسلامی اقدار کو فرسودہ اور تنگ نظری پر مبنی قرار دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے نوجوان نسل نے سنت نبوی ﷺ کو غیر اہم سمجھ کر اسے ترک کرنے کا رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ سنت میں نبی ﷺ نے قرآن کے احکامات خاص طور سے حقوق کی آدائیگی کے عملی

نمونے پیش کیے ہیں۔ حقوق کی پاسداری نہ کرنے کی وجہ سے معاشرہ اخلاقی برائیوں کا شکار ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے نوجوانوں کی تربیت کی جائے تاکہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے مقرر کردہ حقوق کی آدائیگی کی اہمیت کو سمجھ کر عمل کی طرف آئیں اور اسلامی معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے۔

نبی ﷺ کا امت پر حق قرآن و سنت کی روشنی میں

انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم، اس کی خوشنودی کے حصول اور ناراضگی سے بچنے کے تمام طریقوں کا علم انبیاء کرام کے ذریعے ملا۔ ہر نبی کسی مخصوص قوم کی طرف ان کی اصلاح کے لیے بھیجا جاتا، اور رسول شریعت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے اس سلسلے کی تکمیل اپنے حبیب سرورِ کونین، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ذریعے فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے اس فریضہ کو خوب احسن طریقے سے نبایا۔ غلبہ دین کے اس کٹھن کام کی انجام دہی میں آپ ﷺ نے جو تکالیف اور اذیتیں اٹھائی ہیں اور لوگوں کو اللہ کے عذاب سے بچانے کے لیے پر شفقت تربیت دی اور پر خلوص دعائیں کیں یہ سب آپ ﷺ کا امت پر احسان عظیم ہے۔ اور اس کا تقاضا ہے کہ امت پر حقوق العباد میں سب سے پہلے اور سب سے برتر حق آپ ﷺ کے ہیں۔ آپ ﷺ کے حقوق امت کے فرائض ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

1۔ آپ ﷺ پر ایمان لانا:

نبی اور رسول پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہیں، وہ سچے ہیں اور کبھی جھوٹ نہیں بولتے، ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پوری طرح سے پہنچا دیتے ہیں اور ان میں کمی بیشی نہیں کرتے اور نہ کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔ نبوت و رسالت پر ایمان رکھنا فرض ہے اور یونہی ہر اس چیز کو تسلیم کرنا بھی لازم و ضروری ہے جو نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ حق صرف مسلمانوں پر نہیں بلکہ تمام انسانوں پر لازم ہے کیونکہ آپ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں اور آپ کی رحمت تمام جہانوں کے لئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوقات پر ہیں اور آپ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔ جو یہ ایمان نہ رکھے وہ مسلمان نہیں چاہے وہ دیگر تمام انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ''۔ (3)

"(وہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر ایمان لائے (یعنی اس کی تصدیق کی) جو کچھ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور اہلِ ایمان نے بھی، سب ہی (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، (نیز کہتے ہیں:) ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان بھی (ایمان لانے میں) فرق نہیں کرتے، اور) اللہ کے حضور) عرض کرتے ہیں: ہم نے (تیرا حکم) سنا اور اطاعت (قبول) کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں اور (ہم سب کو) تیری ہی طرف لوٹنا ہے."

"وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" (4)

"اور جو لوگ اللہ اور اس کے (سب) رسولوں پر ایمان لائے اور ان (پیغمبروں) میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے میں) فرق نہ کیا تو عنقریب وہ انہیں ان کے اجر عطا فرمائے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے"

حدیث شریف میں ہے:

(مرفوع) حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، حدثنا إسماعيل ابن علية ، عن ابي حيان ، عن ابي زرعة ، عن ابي هريرة ، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، يوما بارزا للناس، فاتاه رجل، فقال: يا رسول الله ما الإيمان؟ قال: ان تؤمن بالله، وملائكته، وكتبه، ورسله، ولقائه، وتؤمن بالبعث الآخر، قال: يا رسول الله ما الإسلام؟ قال: ان تعبد الله، ولا تشرك به شيئا، وتقيم الصلاة المكتوبة، وتؤتى الزكاة المفروضة، وتصوم رمضان"، قال: يا رسول الله ما الإحسان؟ قال: ان تعبد الله كانك تراه، فإنك إن لا تراه، فإنه يراك، قال: يا رسول الله متى الساعة؟ قال: ما المسئول عنها باعلم من السائل، ولكن ساحدثك عن اشراطها، إذا ولدت الامة ربها، فذلك من اشراطها، وإذا تطاول رعاء الغنم في البنيان فذلك من اشراطها في خمس لا يعلمهن إلا الله، فتلا رسول الله ﷺ إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس باي ارض تموت إن الله عليم خبير۔ (5)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں میں باہر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا'' :ایمان یہ ہے کہ تم اللہ،اس کے فرشتوں،اس کی کتابوں،اس کے رسولوں،اس سے ملاقات اور یوم آخرت پر ایمان رکھو ''۔اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو،اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو،فرض نماز قائم کرو، فرض زکاۃ ادا کرو،اور رمضان کے روزے رکھو''۔اس نے کہا:اللہ کے رسول !احسان کیا ہے ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو،اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے''۔اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' :جس سے پوچھ رہے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں تم کو اس کی نشانیاں بتاؤں گا:جب لونڈی اپنی مالکن کو جنے تو یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے،اور جب بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتوں پر فخر ومسابقت کریں تو یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے، قیامت کی آمد ان پانچ چیزوں میں سے ایک ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا''

نبی ﷺ پر ایمان آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کا باعث بنتا ہے۔یقین جتنا پختہ ہو گا عمل اتنا ہی معیاری ہو گا۔ نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے ایسے ہی مستقبل کا صحیح علم صرف اللہ کو ہے۔ لہٰذا نجومیوں اور عاملوں کے پاس جانا یا ان کی بات پر یقین رکھنا ایمان کے خلاف ہے ۔ایمان کا ایک رکن تقدیر پر ایمان لانا ہے یعنی کہ جو تقدیر میں نقصان ،تکلیف پہنچنا لکھا ہے جیسے : کوئی حادثہ ہو جائے، کوئی پیارا فوت ہو جائے،کاروبار میں خسارہ ہو جائے وغیرہ،اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو نعمتیں اللہ نے دینی ہیں جیسے :مال ودولت ،عزت،اولاد وغیرہ،وہ کوئی روک نہیں سکتا اللہ کے سوا۔آگر اس چیز پر ایمان پختہ ہو جائے تو انسان بلاوجہ کی بھاگ دوڑ اور دنیوی مستقبل کے خوف سے آزاد ہو جاتا ہے اور پاس موجود نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور مطمئن زندگی گزارتا ہے۔

2۔آپ ﷺ کی تصدیق کرنا:

تصدیق کے لغوی معنی ہے سچا ماننا، سچا ٹھہرانا۔(6) اصطلاح میں تصدیق کہتے ہیں کسی بات کے صحیح ہونے کی تائید کرنا یعنی اس کے سچ ہونے کی شہادت دینا۔ رسول ﷺ کا دوسرا حق یعنی ایمان لانے کے بعد مؤمن کا دوسرا فرض یہ ہے کہ جن چیزوں پر وہ ایمان لایا اس پر اسطرح مطمئن ہو جائے کہ چاہے کیسے ہی حالات ہوں اس کے قدم لڑکھڑانے نہ پائے۔وہ اپنے قول وعمل سے اس کی گواہی دے کہ نبی جو کچھ لے کر آیا ہے وہ منجانب اللہ عزوجل بواسطہ وحی ہے۔قرآن میں ارشاد ہوا:

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ.'' (7)

''ایمان لانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانا ہے، پھر کسی شک میں نہیں پڑے، اور جنہوں نے اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے۔ وہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔''

''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (8)

''اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔ یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

1- حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے کہ کچھ مشرکین دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ وہ رات کے ایک پہر میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کر کے واپس آیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون کہہ رہا ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے دوست نے کہا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔، کیونکہ میں تو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آسمانی خبروں (وحی) کی بھی صبح و شام تصدیق کرتا ہوں۔''

2- خزیمہ بن ثابت، ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک معاملہ میں گواہی طلب ہونے کے بعد اس کے صحیح ہونے سلسلہ میں گواہی دی اور رسول خدا ﷺ نے ان کی گواہی کو دو عادل افراد کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ ان کی گواہی پیغمبر اکرم ﷺ کے ایک اسب کے بارے میں تھی جس کا نام مرتجز تھا جسے آنحضرت نے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ بعد اس اعرابی نے بعض منافقین کے بھڑکانے میں آکر اس معاملہ سے انکار کر دیا تو خزیمہ نے رسول خدا ﷺ کے حق میں گواہی دی۔ حضرت نے خزیمہ سے پوچھا: تم نے کیسے گواہی دے دے جبکہ تم اس وقت ہمارے ساتھ موجود نہیں تھے؟ خزیمہ نے جواب دیا: میں جانتا ہوں کہ آپ ہمیشہ حق بات بولتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اللہ کی طرف سے آپ کے ذریعہ لائے دین کی تو تصدیق کروں لیکن ایک بد بخت اعرابی سے ایک گھوڑا خریدنے کے سلسلہ میں آپ کے دعوی کی تصدیق نہ کروں؟ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے فرمایا: خزیمہ جس کے بھی نفع یا نقصان کے بارے میں گواہی دیں، اس کے سلسلہ میں ان کی ایک گواہی کافی ہے۔ (یعنی دو گواہ کے برابر ہے)۔ خزیمہ کا اس طرح سے شہادت دینا ظاہر ا رسول خدا ﷺ اور دین اسلام پر ان کے محکم ایمان کی

وجہ سے تھا اس چیز نے ان کی حیثیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا تھا اور اس بات پر مدینہ والے اوس ہوں یا خزرج سب افتخار کرتے تھے۔ قبیلہ اوس کے لوگ کہتے تھے: وہ شخص، جس کی گواہی کو رسول خدا ﷺ نے دو لوگوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے، ہم میں ہے۔ ''[9]

3) آپ ﷺ کو اپنے فصلوں میں حاکم تسلیم کرنا:

بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ رب العالمین کے احکامات اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ جن چیزوں کے بارے میں واضح احکام ہیں ان پر عمل میں پس و پیش سے کام نہ لیں اور جن شرعی احکام کے سمجھنے میں پیچیدگی کا سامنا ہو انھیں علما اور فقہا سے حل کروالیں۔ کیونکہ انہی احکامات کی روشنی میں معاشرے میں صحیح معنوں میں عدل وانصاف کو جاری کر سکتے ہیں۔ جن میں سے ایک اہم مسئلہ وراثت اور جائیداد کے بٹواروں کا ہے اس طنزہ میں بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "[10]

"سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

"وَمَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَامُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا."[11]

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو پھر انہیں اپنے معاملے میں کچھ اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں پڑ جائے گا۔''

" اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا"[12]

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور آپ سے پہلے اُتارا گیا وہ اس کو مانتے ہیں، لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں

طاغوت کا انکار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں مبتلا کردے۔اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ حکم اور رسول کی طرف آئو تو آپ دیکھیں گے کہ منافق آپ سے کنی کتراتے ہیں۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کا پیغام لے کر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔انہوں نے کہا میں اس سے نکاح نہیں کروں گی آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو اور ان سے نکاح کرلو۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ اچھا پھر کچھ مہلت دیجئے میں سوچ لوں۔ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وحی نازل ہوئی اور یہ آیت'' کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں۔۔۔''الخ، اتری۔اسے سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔یا رسول اللہ کیا آپ اس نکاح سے رضامند ہیں؟آپ نے فرمایا ہاں۔تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ بس پھر مجھے کوئی انکار نہیں، میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروں گی۔میں نے اپنا نفس ان کے نکاح میں دے دیا اور روایت میں ہے کہ وجہ انکار یہ تھی کہ نسب کے اعتبار سے یہ بہ نسبت حضرت زید کے زیادہ شریف تھیں۔حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

2- آیت''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ...'' الخ، بشر نامی ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔بشر اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہوا، یہودی نے کہا چلو آؤ محمد کے پاس فیصلہ کے لئے چلیں۔منافق نے کہا نہیں بلکہ ہم کعب بن اشرف یہودی—جسے اللہ تعالیٰ نے طاغوت کا نام دیا کے پاس چلیں۔یہودی نے فیصلہ کروانے سے ہی انکار کیا مگر یہ کہ جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ سے کروایا جائے۔جب منافق نے یہ دیکھا تو وہ اس کے ساتھ نبی ﷺ کے کی طرف چل دیا اور دونوں نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔وہ دونوں جب آپ کے پاس سے نکلے تو منافق نے عمر بن خطابؓ کے پاس چلنے پر اصرار کیا اور وہ دونوں عمرؓ کے پاس پہنچے۔یہودی نے کہا، میں اور یہ شخص اپنا جھگڑا محمد کے پاس لے کر گئے اور محمد نے میرے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔چنانچہ یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس آنے کا کہا تو میں آپ اس کے ساتھ آپ کی طرف آیا۔عمرؓ نے منافق سے پوچھا، 'کیا یہی معاملہ ہے؟ 'اس نے کہا جی ہاں عمرؓ نے ان دونوں سے کہا تم دونوں میری واپسی کا انتظار کرو۔عمرؓ اپنے گھر گئے، اپنی تلوار اٹھائی اور واپس ان دونوں کے پاس لوٹے اور منافق پر وار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔اس پر آپ نے فرمایا:"جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کے لئے میرا یہی فیصلہ

ہے۔" یہ دیکھ کر یہودی بھاگ گیا۔اس پر یہ آیت (النساء) نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے کہا: بے شک عمرؓ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا اور انہوں نے آپ کا نام "الفاروق" رکھا۔

4) اللہ اور رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھنا:

یہاں آگے بڑھنے سے مراد دو چیزیں ہو سکتی ہیں: نیک اعمال میں تجاوز کی کوشش، اور رائے تجاوز۔ عمل میں تجاوز یہ ہے کہ بنا کسی عذر کے ان چیزوں کو خود پر حرام کرنا جو اللہ نے حلال کی ہیں جیسے: بنا کسی طبعی عذر کے حلال جانور کا گوشت ہمیشہ کے لیے ترک کرنا وغیرہ اور ان حرام چیزوں کو حلال سمجھنا جو اللہ نے حرام کی ہیں جیسے: رشوت اور ناجائز سفارش، کہ جس کی وجہ سے حقدار کو حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ رائے میں تجاوز یہ ہے کہ رائے کو اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلے میں ترجیح دینا بلاوجہ کی تاویلیں کرنے کی کوشش کرتے ہوئے۔ جیسے: شادی بیاہ کی غیر ضروری غیر شرعی رسومات کو وقت کی ضرورت ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔"[13]

"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

> "عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کے کچھ سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد کو سردار بنائیے، اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اقرع بن حابس کو سردار بنائیے، پھر دونوں میں بحث و تکرار ہو گئی، یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہو گئی، تو اس سلسلے میں یہ حکم نازل ہوا" اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے آگے مت بڑھو) "یعنی ان سے پہلے اپنی رائے مت پیش کرو (یہاں تک کہ یہ آیت اس مضمون پر ختم ہو گئی" :اگر وہ لوگ تمہارے باہر نکلنے تک صبر کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا " [14]

سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے بھی خطائیں سرزد ہوتی تھیں مگر ان کا اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ سچی محبت اور اطاعت کے باعث اللہ پاک انھیں نبی ﷺ پر وحی کے ذریعے سے فوراً تاکید فرما دیتے (جیسے مذکورہ حدیث میں واقع بیان ہوا ہے) اور توبہ کرنے کی توفیق عطا کر دیتے صحابہ کرام توبہ کرتے اور پھر حتہ الامکان غلطی سے بچنے کی کوشش کرتے۔ لیکن آج کل لوگ اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے غیرت اور انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور یہ رویہ قریبی رشتوں کو کاٹنے کا باعث بن جاتا ہے۔

دوسرا ان کی غلطیاں اجتہادی ہوتی تھی ذاتی چپقلش کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ وہاں موجود دوسرے صحابہ کرام ان کے اختلاف کو ہوا نہیں دیتے تھے، اور نہ ہی شخصیت پرستی کی بناپر گروہوں میں بٹتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب اتنے بڑے بڑے عظماء اور جلیل القدر لوگوں کی غلطی پر شدید تنبیہ آتی تھی تو باقی امت جو کھلی گمراہیوں میں پڑی ہے اور اپنی خواہشات کو منوانے کے جنون میں اللہ اور رسول کے احکام کی غلط تاویلیں کرنے لگتی ہے پھر بھی اللہ کی گرفت سے اس قدر غافل ہیں۔

5) نبی ﷺ کی نصرت وحمایت کرنا:

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نصرت اور حمایت سے مراد یہ ہے کہ :، باطل عقائد کو مٹانا، رسول ﷺ کی سنت کو پھیلانا، دین کی دعوت کو ہر سمت پہنچانے کی کوشش کرنا، اسلامی خلافت کے لیے راہ ہموار کرنا جس کا مقصد اقتداء کی حرص نہیں بلکہ اللہ کے دین کا نفاذ، عدل و مساوات کے نظام کا قیام ہو۔ نبی علیہ السلام کی محبت کو آگلی نسلوں تک پہنچانا۔ اور نبی ﷺ کی ذات اور ان کی سیرت طیبہ کے بارے میں کافروں کے پھیلائے ہوئے شبہات اور من گھڑت باتوں کا دلائل کے ساتھ منہ تھوڑ جواب دینا۔ اور اس مقصد کے لیے سیرت النبی ﷺ کی کتب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا۔ آگر حکومت شریعت اسلامی کے خلاف کوئی قانون نافذ کرتی ہے تو اس کی مذمت کرنا، سودی نظام کے خلاف جدوجہد کرنا۔ اور جو شخص اللہ کے دین کی مدد کرنے میں سچا ہو جائے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے اجر لکھ دیا جاتا ہے اگرچہ وہ یہ کام نہ بھی کرسکے۔ جو شخص بھی نصرت دین کے سلسلے میں تھوڑا حصہ بھی ملائے گا تو وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا جس کا وعدہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یوں فرمایا ہے:

"فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "[15]

سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔''

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا" [16]

''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے، یہی وصف ان کا تورات میں

ہے، اور انجیل میں ان کا وصف ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہو گئی پھر اپنے تنہ پر کھڑی ہو گئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے، اللہ نے ان میں سے ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ "

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

صحابہ کرام نے دین کی خدمت کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کو صرف کر دیا جہاں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دین کی سربلندی اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ستون بن کر کھڑے رہے وہاں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اللہ کے دین کی دعوت دینے میں سر گرم رہے۔،

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کفار کی ہجو کا جواب اشعار کے ذریعے دیتے اور اللہ کے رسول ﷺ اور دین کا دفاع کرتے تھے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دین کو تقویت دینے کی خاطر اپنا سارا مال خرچ کر دیا، کنواں کھدوایا، فقراء کی خبر گیری کرتے، جہاد کے لیے لشکر کو تیار کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہوتا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر کی قیادت کی جنہیں اللہ کی تلوار کا لقب ملا۔

ایسے ہی تمام صحابہؓ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُم نے آپ ﷺ کی تائید و نصرت میں جان، مال، وطن، رشتے دار سب کچھ قربان کر دیا۔ دورانِ جنگ ڈھال بن کر پروانوں کی طرح آپ ﷺ پر نثار ہوتے رہے۔ اس وقت امت کا فرض ہے کہ آپ ﷺ کی عزّت و ناموس اور ختم نبوت کی حفاظت کرے، آپ کی تعلیمات و دین کی بقاء و ترویج کی کوشش کرے۔ اور اللہ کے حضور تمام امت کے لیے خیر و عافیت اور دین پر استقامت کی دعا کرے۔

6) اطاعت اور فرمانبر داری کرنا:

رسول اللہ ﷺ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کا ہر حکم تسلیم کیا جائے اور اسی کے مطابق عمل کیا جائے، احکامات کی بجا آوری کی جائے اور منکرات سے دامن بچایا جائے، نبی ﷺ جس چیز کا فیصلہ فرمادیا ہے اسے خوش دلی کے ساتھ قبول کریں اور جس چیز سے روکنے کا حکم ہے اُس سے رُکا جائے۔ اسے ہی نبی ﷺ کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کرے جو کہ در حقیقت نبی ﷺ ہی کی اطاعت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ." (17)

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔"

''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ''[18]

''جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو (اطاعت سے) منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا کہ تمہیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے''

'' يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا.'' [19]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارا کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے۔ یہ نتائج کے اعتبار سے بہتر اور بہت اچھا طریقہ ہے۔ ''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی ہر حال میں: کشادگی ہو یا تنگی، ہر کیفیت میں: دل کی رضامندی ہو یا نہ ہو، امن ہو یا جنگ سمع اطاعت کریں گے اور آپ کے مقرر کردہ امیر کی بھی چاہے وہ عمر، مال و دولت، حسب و نسب، تجربے میں ہم سے کم ہو، اور پھر اس پر قائم رہے آخری سانس تک۔ موجودہ امت کے لیے امیر وہ مقرر ہو گا جو اللہ کا تقوی رکھتا ہو، سنتِ رسول ﷺ کا پابند ہو حلیے سے بھی اور عمل سے بھی۔

7) محبت اور اتباع:

اتباع کے معنی ہیں ''پیروی کرنا'' پیروی اسی کی ہوتی ہے جس کی محبت دل میں گھر کر چکی ہو۔ یہ امّتی پر نبی ﷺ کا حق ہے کہ اس کے دل میں نبی کی محبت دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ہو۔ مسلمان کے دین و ایمان کا تقاضا ہی نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اور سنتوں کی پیروی کرنا ہے۔ حکم خداوندی ہے۔

"قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔" [20]

"کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول اُمی نبی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

صحابہ کرام ﷺ اور سلف صالحین اپنی زندگی کے ہر قدم پر حضور ﷺ کے طریقے پر چلنے کو مقدم رکھتے اور اتباعِ نبوی سے ہر گز روگردانی نہ کرتے تھے۔ اطاعت کی نسبت اتباع کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اطاعت میں دل کی آمادگی کبھی نہیں بھی ہو سکتی مگر اتباع تو نام ہی ہر حال میں محبت کے ساتھ دل کے جوڑے رہنے کا ہے اطاعت میں فرائض اور واجبات شامل ہوتے ہیں، جبکہ اتباع میں فرائض اور واجبات کے علاوہ نوافل اور مستحبات بھی شامل ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام دونوں چیزوں میں کامل اتباع کیا کرتے تھے، اسلیئے احادیث اور سیرت کی کتابوں میں فرائض اور واجبات کے ساتھ سنن و مستحبات اور آداب و معاملات و معاشرت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

8) آپ ﷺ کے صحابہ اور اہل بیت سے محبت کرنا:

حقوقِ مصطفیٰ میں سے ایک اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت، ان کی عزت اور ان کے فضائل کا اعتقاد رکھنا ہے۔ کیونکہ اتباع کا تقاضہ ہے کہ اس شخصیت سے جوڑی ہر چیز اور ہر فرد سے پر خلوص محبت اور عقیدت رکھی جائے۔ جبکہ محمد رسول ﷺ اس کے تمام انسانوں سے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کی اتباع اور محبت میں ان کے پیاروں سے بھی محبت کی جائے۔

اہل بیت کہتے ہیں گھر والوں کو، یعنی نبی ﷺ کے گھر والے، جن میں آپ کی ازواجِ مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد، سیدنا جعفر کی اولاد، سیدنا عقیل کی اولاد، سیدنا عباس کی اولاد، بنو حارث بن عبد المطلب شامل ہیں۔ امت کا فرض ہے کہ خود بھی ان کے حقوق کا خیال رکھئے اور ان کے بارے میں نامناسب سوچ یا رویہ نہ رکھئے اور ان سے بغض اور عداوت رکھنے والوں سے ان کا دفاع کرے۔ آپ ﷺ کی آل میں سے جو راہِ ہدایت سے دور ہوں، دوسروں کی نسبت ان کی زیادہ خیر خواہی چاہنا اور ان کے لیے ہدایت طلب کرنا۔ نبی ﷺ کی اپنے اہل بیت کے متعلق وصیت میں فرمایا:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي"[21]

"اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں"

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي أَلَا وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ"[22]

"میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کے جارہا ہوں اگر تم اسے تھامے رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے، وہ دو انتہائی گراں سرمایہ ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ اللہ کی کتاب جو رسی کی شکل

میں آسمان سے زمین تک پھیلا دی گئی ہے اور میرے اہل بیت۔ اور بے شک وہ دونوں جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔"

صحابی کہتے ہیں: دوست، ساتھی کو اصطلاح میں صحابی وہ شخص جس نے بحالتِ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر وفات پائی، اگرچہ درمیان میں ارتداد پیش آ گیا ہو۔ صحابی لفظ واحد ہے، اس کی جمع صحابہ ہے۔ مذکر کے لیے **صحابی** کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جبکہ مؤنث واحد کے لیے صحابیہ اور جمع کے لیے صحابیات کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں لفظ "صحابہ کرام" میں صحابہ اور صحابیات دونوں شامل ہیں۔ متبعی کے لیے لازم ہے: صحابہ سے محبت رکھنا، ان کی عزت و توقیر کرنا اور دین کی نصرت کی جدوجہد، اطاعت، علم اور تقویٰ کے لحاظ سے باقی امت پر ان کی فضیلت کا عقیدہ رکھنا، اور جو کوئی صحابہ پر طعنہ زنی کی کوشش کرے یا ان کی تنقیص کرے، اُس سے بغض رکھنا، علمائے دین سے محبت کرنا اور ان کی قدر کرنا۔ نبی کے بعد علم دین امت کو صحابہ کرام ہی سے ملا، اور علم پہنچانے والوں کو انبیاء ؑ کے وارث قرار دیا گیا ہے۔ نبی ؐ کی اپنے صحابہ کرام کے بارے میں امت کے لیے حکم اور پیغام میں آپ ﷺ نے فرمایا:

أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي، يَرَى اخْتِلَافاً كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ" (23)

"میں تمہیں اللہ کے تقوے اور سمع و طاعت کی تلقین کرتا ہوں اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تو تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا، لہٰذا تم میری اور میرے بعد میرے خلفاء کی سنت اور طریقے کو اختیار کرنا، وہ خلفاء جو بھلائی کے خوگر اور اسی کو ترویج دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔ تم انتہائی مضبوطی سے اسے تھام کر رکھنا۔"

نبی ﷺ نے سیدنا عمر ؓ کے بارے میں فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" (24)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔"

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی ؓ سے فرمایا:

"أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" (25)

تمہارا میرے ہاں وہی مقام ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کا تھا مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

يا أبا تراب! ألا أحدثكما بأشقى الناس رجلين؟ قلنا: بلى يا رسول الله! قال: أحيمر ثمود الذي عقر الناقة، والذي يضربك على هذه (يعني قرن علي) حتى تبتلّ هذه من الدم - يعني لحيته." [26]

"کیا میں تمہیں دو انتہائی بدبخت لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں اے رسول اللہ! اور پہلا بدبخت ترین شخص وہ ثمودی ہے جس نے صالح □ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔" (اور وہ جانبر نہ ہو سکی)۔"اور دوسرا شخص وہ ہے (پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی □ کے سر کی چوٹی پر ہاتھ رکھا) اور فرمایا: جو یہاں ضرب لگائے گا اور جس سے یہ داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔ "

نبی ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا:

"الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ" [27]

"انصار سے محض مؤمن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا۔"

"فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ" [28]

"جو ان سے محبت کرے اللہ بھی ان سے محبت کرے اور جو ان سے بغض رکھے، اللہ بھی ان سے دشمنی رکھے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

سیّدنا عمر نے رسول اللہ ﷺ کے چچا سیّدنا عباس سے عرض کی تھی :

"يا عباس! لإسلامك يوم أسلمت كان أحبّ إلي من إسلام الخطاب، وما لي إني قد عرفت أن إسلامك كان أحب إلى رسول الله ﷺ من إسلام الخطاب" [29]

عباس ! جب آپ اسلام لائے تو آپ کا اسلام لانا مجھے میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ اچھا لگا۔ میرے نزدیک اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ میں جانتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ خطاب کی نسبت آپ کے اسلام لانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔"

9) آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا:

اللہ تعالیٰ کا اس آخری امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ اسے اپنا محبوب اور رحمت للعالمین نبی ﷺ عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان اور نبی ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ محبت محمد رسول ؐ سے کی جائے اور اس بے لوث محبت کا اظہار اللہ اور رسول ؐ کے سکھائے ہوئے کلمات سے کی جائے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ-یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا" [30]

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"

نبی ﷺ نے فرمایا:

"وَعَنْ اَبِیْ هُرَیرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا" (31)

"اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔"

"وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ االلهِ صلی الله علیه وسلم: مَنْ صَلَّی عَلَیَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلٰواتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْأَتٍ وَرَفَعْتُ لَه، عَشْرُ دَرَجَاتٍ". (32)

"حضرت انس (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس (مرتبہ) رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا اور (تقرب الی اللہ کے سلسلے میں) اس کے دس درجے بلند کرے گا۔"

"وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ االلهِ صلی الله علیه وسلم اَوْلَی النَّاسَ بِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُ هُمْ عَلَیَّ صَلَاةً". (33)

"اور حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوں گے۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ پر صلوۃ بھیجنے کا مطلب رحمتیں اور برکتیں نازل فرمانا ہے اور فرشتوں کے نبیؐ پر صلوۃ بھیجنے کا مطلب رحمتیں کی دعائیں مانگنا ہے۔

درود پاک کی برکتیں:

علماء کرام نے درود شریف کی فضیلت میں وارد احادیث میں سے کچھ براکات کو بیان کیا ہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

1- جو خوش بخت رسولُ اللہ ﷺ پر دُرود بھیجتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں۔
2- درود شریف خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے۔
3- درود شریف سے اعمال پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔
4- درود شریف سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

5- گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

6- درود پڑھنے والے کو اجر کا پورا پورا پیمانہ ملے گا۔

7- درود شریف اس شخص کے لئے دنیا و آخرت کے تمام اُمور کیلئے کافی ہو جائے گا جو اپنے وظائف کا تمام وقت درود پاک پڑھنے میں بسر کرتا ہو۔

8- مصائب سے نجات مل جاتی ہے۔

9- اس کے درود پاک کی حضور ﷺ گواہی دیں گے۔

10- اس کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

11- درود شریف سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔

12- اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے امن ملتا ہے۔

13- عرش کے سایہ کے نیچے جگہ ملے گی

14- میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔

15- حوضِ کوثر پر حاضری کا موقع مُیَسّر آئے گا۔

16- جہنم کی آگ سے چھٹکارا پائے گا۔

17- مرنے سے پہلے جنت کی منزل دیکھ لے گا۔

18- درود کے وِرد سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

19- یہ دعا ہے اور ایک عبادت ہے۔

20- درود شریف اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال میں سے ہے۔

21- درود شریف مجالس کی زینت ہے۔

22- درود شریف سے غربت و فقر دور ہوتا ہے۔

23- زندگی کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ایک مقبول ترین عمل ہے۔ لہٰذا اسے اپنے معمول کا حصہ بنانا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طرز عمل:

"حدثنا هناد، حدثنا قبيصة، عن سفيان، عن عبد الله بن محمد بن عقيل، عن الطفيل بن ابي بن كعب، عن ابيه، قال: كان رسول الله ﷺ إذا ذهب ثلثا الليل قام , فقال " :يا ايها الناس اذكروا الله، اذكروا الله جاءت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه "، قال ابي: قلت: يا رسول الله , إني اكثر الصلاة عليك فكم اجعل لك من صلاتي؟ فقال: " ما شئت "، قال: قلت: الربع؟ قال: " ما شئت فإن زدت فهو خير لك " , قلت: النصف؟ قال: " ما شئت فإن زدت فهو خير لك " , قال: قلت: فالثلثين؟ قال: " ما شئت فإن زدت فهو خير لك , " قلت: اجعل لك صلاتي كلها , قال: " إذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك " , قال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح.[34]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، کھڑ کھڑانے والی آگئی ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسری آگئی ہے، موت اپنی فوج لے کر آگئی ہے۔ موت اپنی فوج لے کر آگئی ہے''، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت صلاۃ (درود) پڑھا کرتا ہوں سو اپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کر لوں؟ آپ نے فرمایا'' :جتنا تم چاہو''، میں نے عرض کیا چوتھائی؟ آپ نے فرمایا'' :جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے''، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ نے فرمایا'' :جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی؟ ''آپ نے فرمایا : ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں پوری رات آپ پر درود پڑھا کروں؟۔ آپ نے فرمایا'' :اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

10) آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور ادب کرنا:

نبی ﷺ کا امت پر ایک انتہائی اہم حق یہ بھی ہے کہ دل و جان، روح و بدن اور ظاہر و باطن ہر اعتبار سے آپ ﷺ کی اعلیٰ درجے کی تعظیم و توقیر کی جائے بلکہ آپ سے نسبت و تعلق رکھنے والی ہر چیز کا ادب واحترام کیا جائے ۔ کیونکہ جہاں ادب واحترام ہوتا ہے وہاں محبت اور اطاعت خود بخود آجاتی ہے۔ لہٰذا اطاعتِ رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ کے لیے ادب، احترام، تعظیم و تکریم لازم ہے۔ اسی ادب و تعظیم کا ایک نہایت اہم تقاضا یہ ہے کہ ہر امتی نبی کریم ﷺ کے

گستاخوں اور بے ادبوں کو اپنے جانی دشمنوں سے بڑھ کر سمجھے اور اسے لوگوں سے دوستی کرنے سے گریز کرے۔ ایسی ہر محفل جہاں نبی ﷺ یا آپؐ سے جوڑے لوگوں کی توہین کا شائبہ بھی ہو اسے روکنا چاہیے۔ لیکن اگر روکنے اور منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو اس محفل سے ہی اٹھ کے چلے جانا چاہیے۔

نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جس جگہ، یا محفل میں نبیؐ کا نام لیا جائے اس محفل میں کوئی لغو گفتگو نہ ہو۔ لیکن افسوس کہ آج کل کچھ مساجد میں غیر شائستہ انداز میں دنیوی بحث و تقرار ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دلوں میں نفرتیں اور فاصلے اور امت کے اجتماع میں بے برکتی بڑھ رہی ہے۔ ادب کا یہ بھی تقاضا ہے کہ جب نبیؐ کا فرمان پڑھا جائے اور وہ سننے والوں کے علم میں نہ ہو کہ یہ حدیث ہے بھی یا نہیں تو ایسے میں بحث اور رد کے بجائے سکوت اختیار کیا جائے جب تک اس حدیث کی صحت معلوم نہ کرے۔ نبی ﷺ کا نامِ مبارک سنے تو درود پڑھے، روضہ مبارک کی سنہری جالیاں دیکھنے کا شرف نصیب ہو تو ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کے صلوٰۃ و سلام کہے، جبکہ مشاہدے میں آیا ہے کہ زیارت کے دوران کچھ لوگ موبائل سے تصویریں اور ویڈیو بنانے میں مصروف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک طرف وہ اتنے قیمتی لمحات جس میں وہ اللہ سے دعا و مناجات اور درود وسلام کے ذریعے اجر کثیر سے خود کو محروم کر دیتے ہیں تو دوسری طرف لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بن کر اپنے نیک اعمال کے حبط ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ ساتھ ہی دیکھا گیا ہے کہ روضہ رسولؐ کی زیارت کے وقت آگے بڑھنے میں کچھ لوگ دھکم پیل شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے کمزور اور بزرگ لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور شور و غل مچ جاتا ہے ایسا عمل محفلِ رسول کے آداب کے منافی ہے اور اسلامی تشخص کو داغ دار کرتا ہے۔ اور اللہ اور رسولؐ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاۙلِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ-وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔" [35]

''بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔''

''فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ-اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" [36]

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔''

'' يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ " [37]

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ سبحان اللہ! خدا کو اپنے حبیب ﷺ سے کسی کی آواز بھی اونچی پسند نہیں۔''

'' لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ-''(38)

"رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"

'' یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ'' (39)

''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔''

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ '' (40)

'' اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور سلف صالحین کا طرز عمل:

عن البراء قال : خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم في جنازة فلما انتهينا إلى القبر ولم يلحد فجلس وجلسنا حوله كأن على رؤوسنا الطير." (41)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ نکلے ایک جنازہ میں، جس وقت قبر تک پہنچے تو قبر تیار نہیں ہوئی تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گئے، (جیسے کہ) ہم لوگوں کے سروں پر پرندے تھے۔ (مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ باادب ہو کر خاموش طریقہ سے بیٹھ گئے)۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیا کرتے تو جب آپ کے حلقۂ درس کی تعداد زیادہ ہو گئی تو آپ سے عرض کی گئی کہ آپ ایک آدمی رکھ لیں جو آپ سے حدیث مبارکہ سن کر لوگوں کو سنادیا کرے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اور فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کی عزت و حرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے اس لئے میں کسی شخص کو یہاں آواز بلند کرنے کے لئے مقرر نہیں کر سکتا۔(42)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: علمائے کرام چونکہ انبیائے کرام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی منع ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے چلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے ابو درداء! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم میں بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔ (43)

حضرت سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثِ مبارکہ بیان کی تو ایک شخص کسی چیز کے بارے میں کلام کرنے لگ گیا۔اس پر حماد رحمۃ اللہ علیہ غضبناک ہوئے اور کہا اللہ پاک فرماتا ہے: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو)۔اور میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جبکہ تم کلام کر رہے ہو! یعنی آواز اگرچہ میری ہے لیکن کلام تو حضور کا ہے۔ پھر تم اس کلام کو سنتے ہوئے کیوں گفتگو کر رہے ہو؟ (44)

خلاصہ بحث :

نبی ﷺ کے دربار کے آداب اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہیں ان احکامِ آداب و تعظیم کے مکلف ذو لعقول یعنی جن، انسان، اور فرشتوں سب ہیں اور ہمیشہ کے لئے ہیں۔ حضور کی بارگاہ میں آداب کو ملحوظ رکھنا ہی بلند درجات تک پہنچاتا اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔اتباع کی آمیزش کے ساتھ اطاعت انسان کی طبیعت پر بوجھ نہیں ڈالتی، اور وہ مشکل سے مشکل حکم کی اطاعت پر بھی کمربستہ ہو جاتا ہے۔اور اس کی روشن مثال صحابہ کرام کی سیرت ہے، کہ جو نبی ﷺ کے چہرے کے تاثرات سے ان کی رضا اور ناگواری کی کیفیت کو بانپ لیتے۔دین کا قیام اور نفاذ اعلیٰ سطح کی جدوجہد ہے اس جدوجہد کا حصہ بننے کے لیے اپنی شخصیت میں وہ اعلیٰ اوصاف پیدا کرنا لازمی ہے جو نبی ﷺ کی تربیت سے صحابہ کرام کی شخصیات میں پیدا ہوئیں۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہو گا جب ہم اتباع کے ساتھ اطاعت اختیار کریں گے۔اور اطاعت کے لیے ادب اور تعظیم لازم ہے، اور اتباع نبی ﷺ کا امت پر حق ہے۔آج اگر ہم اپنے اسلام کو بہتر بنانے، اپنے معاشرے کو اسلامی اقدار سے سجھانے اور اسلامی ریاست کی خواہش رکھتے ہیں تو ہمیں بھی نبی ﷺ کی اطاعت اور اتباع کرنی پڑے گی۔اور دور نبوی ﷺ کے بعد اب اس کی صورت احادیث اور سیرت نبوی ﷺ اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کے ذریعے ممکن ہے۔ نبی ﷺ کا ذکر بھی ان کی شان اور ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ کر کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبیؐ کی شان میں گستاخی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے ذلت اور رسوائی کی صورت میں جیسے ابو لہب رسوائی کی موت مرا اور آخرت میں تو یقیناً اس کی بربادی ہے۔ معلوم ہوا کہ آخرت کی بربادی سے کوئی رشتہ اور حسب و نسب نہیں بچا سکتا سوائے اللہ اور رسول کی محبت اور ادب و احترام کے ساتھ اطاعت کے تعلق کے۔

سفارشات :

1- اذان کے وقت بڑے خود بھی خاموش رہنے اور اذان کا جواب دینے کی عادت اپنائے اور بچوں کو بھی تربیت دے۔

2- بچوں کو مساجد اور دینی اجتماعات میں شمولیت کا موقع دینا چاہیے تاکہ ان میں دین سے لگاؤ پیدا ہو سکے۔

3- والدین بچوں کے لیے ٹائم نکالیں اور ان کو صحابہ کرام کی دینی کارناموں کے واقعات سنا کر ان میں دین کی حمیت پیدا کرے۔

4- بڑے خود سنت کو عملی طور اپنی معمولات میں شامل کر کے بچوں میں سنت پر عمل کرنے کا شوق ابھارے۔

5- ہر سطح پر تعلیمی نصاب میں سیرتِ طیبہ کو شامل کیا جائے تاکہ بچوں اور نوجوان میں سنت کی پیروی کا جذبہ اجاگر ہو سکے۔

حوالہ جات

[1] ۔وارث سرہندی، علمی اردو لغت (جامع)، ص:12، لاہور: علمی کتب خانہ ۔

[2] ۔مولانا وحید الزماں، القاموس الوحید، ص:361 ,لاہور: ادرہ اسلامیات۔

[3] ۔القرآن، 2 : 285

[4] ۔القرآن، 4 152:۔

[5] ۔محمد بن اسماعیل بخاری ، صحیح البخاری، الایمان: 37۔

[6] ۔مولانا وحید الزمان، قاموس الوحید، باب: صدق، ص:917

[7] ۔القرآن, 49 : 15

[8] ۔القرآن , 53 : 3

[9] ۔ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داود، الاقضیۃ20 :3607

[10] ۔القرآن، 4: 65

[11] - القرآن، 36:33

[12] - القرآن، 4:60 -61

[13] ۔القرآن، 49: 1

[14] ۔ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، کتاب آداب القضاۃ، حدیث: 5388

[15] ۔القرآن، 7 : 157

16-القرآن،29:48

17-القرآن،47: 33

18-القرآن،4: 80

19-القرآن،59:4

20-القرآن،7: 158

21- ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل علي بن أبي طالب: رقم:6225

22-احمد بن حنبل، مسند أحمد، مسند الأنصار، حدیث زید بن ثابت: ۴۳۱۴۱، رقم21578

23- محمد ناصر الدین الألباني، السلسلة الصحیحة للشیخ، ریاض: بمکتبیه المعارف للنشر، رقم: ۲۷۳۵

24- ابو عیسی محمد بن سورہ بن شداد، جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب في مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب: رقم3686

25-ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزویني، سنن ابن ماجہ، باب في فضائل أصحاب رسول اللہ ﷺ، باب فی فضل علی بن أبي طالب: رقم121

26-الشیخ محمد ناصر الدین الألباني، سلسلة الأحادیث الصحیحة،: 1743

27- محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب حب الأنصار: رقم۳۷۸۳

28- صحیح البخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب حب الأنصار: رقم3783

29- صحیح البخاري:4276

30-القرآن،56:33

31- صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب التسمیع والتحمید، رقم: 913, جلد الاول، ص:359

32-ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی، کتاب: السھو، باب: الفضل فی الصلاۃ علی النبی ﷺ، رقم:1298

33-محمد بن عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، ابواب الدعوات، رقم:3498، جلد الثالث، ص:1301

34- ابو عیسی محمد بن سورہ بن شداد، جامع الترمذي، کتاب: احوال قیامت، رقت قلب اور ورع: 2457

35- القرآن،48 :9،8

36-القرآن،157:7

37- 49القرآن،:02

38- 24القرآن،:63

39- 33القرآن،:53

[40]- 49القرآن،2:
[41]- ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی، 4 : 78
[42]- عبداللہ بن مالک بن انس، الموطاء امام مالک، مترجم: ابوالعلاء محمد محی الدین، لاہور: مشتاق پرنٹرز، ص:30-
[43]- ابوالفداء اسماعیل حقی بن مصطفی الاستانبولی الحنفی الخلوتی، تفسیر روح البیان، الکہف، تحت الآیۃ:۱۰۶، ۵ / ۳۰۵* -
[44]- محمد قاسم عطاری المدنی، صراط الجنان جلد نہم، شعب الایمان، الخامس عشر من شعب الایمان... الخ، ۲ / ۲۰۶، روایت نمبر:۱۵۴۶-

مصادر و مراجع

1- قرآن کریم
2- محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، ہند: مرکزی جمعیت اہل حدیث، 2004۔
3- ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم۔
4- امام احمد بن حنبل، مسند أحمد، مسند الأنصار
5- ابو عیسی محمد بن سورہ بن شداد، جامع الترمذي،
6- ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجستان ، سنن ابی داود۔
7- ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (44)، سنن ابن ماجہ ،
8- ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی،
9- مولانا وحید الزماں، القاموس الوحید، ص: 361 ,لاہور: ادرہ اسلامیات۔
10- وارث سرہندی، علمی اردو لغت (جامع)، ص:12، لاہور: علمی کتب خانہ۔
11- ابوالفضل قاضی فیاض مالکی، الشفا بتعریف حقوق مصطفی، لاہور: مکتبہ اعلیٰ حضرت، 2004۔
12- محمد انوار اللہ، مقام مصطفی، پاکستان: فدایان ختم نبوت، 2013
13- ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی، شانِ مصطفی، لاہور: انصار السنہ پبلیکیشز۔
14- حکیم محمد ادریس فاروقی، مقام رسالت، لاہور: مسلم پبلکیشنز، 2014
15- اسماعیل بن اسحاق القاضی , فضائل درود و سلام، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014